جدید عربی ادب میں افسانہ نگاری کی نشو ونما

(۲)

ڈاکٹر عبد الحق، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ عربی جواہر لال نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

۶۔ رفاعۃ الطہطاوی

اس میں شک نہیں کہ مصر میں ناول کی بنیاد ازہری شیخ رفاعۃ الطہطاوی کے ہاتھوں پڑی ہے۔ انھوں نے حاکم مصر محمد علی کے عہد میں فرانس سے واپس ہو کر "تخلیص الابریز فی تلخیص باریز" کے نام سے ایک ناول نما کتاب لکھی ہے جو ان کے فرانس میں قیام کے دوران مشاہدات اور تاثرات پر مشتمل ہے۔ طہطاوی کی یہ کتاب اگرچہ فن ناول نگاری کے اصول اور عناصر سے خالی ہے اور چشم دید امور پر مشتمل ہے پھر بھی وہ عربی میں ناول نگاری کی بنیاد قرار دی گئی ہے کیونکہ اس میں واقعات کہانی کے رنگ میں رنگے گئے ہیں۔

رفاعۃ الطہطاوی نے Fenelone فینیلون کے ناول "Les Aventuresed Lelenage" کا "مغامرات تلیماک" کے نام سے ترجمہ بھی کیا ہے جو مغربی ناولوں کی طرف عربوں کی توجہ خاص کا سبب بنی ہے۔[1]

---

[1] دیکھو ڈاکٹر عبد المحسن بدر کی کتاب تطور الروایۃ العربیۃ ص ۵۷ اور اس کے بعد۔

۷۔ علی مبارک

(مصری) علی مبارک نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جو "علم الدین" کے نام سے موسوم اور مشہور ہے۔ علی مبارک نے اپنی اس کتاب میں ناول نگاری کے انداز میں مختلف علوم و فنون کو قلم بند کرنے کے ساتھ ساتھ مشرق اور مغرب کے احوال وکوائف کے درمیان موازنہ بھی کیا ہے اور اس طرح اس کتاب نے ایک تعلیمی ناول کی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ اگر طہطاوی کی کتاب "تخلیص الابریز فی تلخیص باریز" مصر اور عرب دنیا میں ناول نگاری کی بنیاد ہے تو علی مبارک کی کتاب "علم الدین" ناول نگاری کے میدان میں ایک اہم پیش قدمی ہے جو عرب ادبار کے اذہان فنی کہانی کی طرف متوجہ کرانے میں بے حد معاون رہی ہے۔[۱]

کچھ ناولوں کے بارے میں

۱۸۸۳ء اور ۱۹۲۲ء کے درمیان عربی میں کہانی نگاری کافی ترقی کرچکی تھی اور اس میں مختلف رجحانات داخل ہو چکے تھے۔ اخیر میں یہ رجحانات تین شکلوں میں منحصر ہو گئے۔ ایک شکل تقلیدی تھی۔ اس شکل میں عرب افسانہ نگار اپنے قدیم تراث سے استفادہ کرنے لگے۔ اور قدیم عربی ادب میں کہانی کے جو نمونے تھے ان سے متاثر ہونے لگے۔ دوسری شکل تجدیدی تھی۔ اس میں عرب افسانہ نگار مغربی کہانیوں کے فنی قواعد اور عناصر سے استفادہ کرنے لگے اور ان کے مطابق اپنی کہانیاں لکھنے کی کوشش کی، اور تیسری شکل ان دونوں سے الگ تھلگ تھی۔

پہلی شکل:

ناول نگاری کی تقلیدی شکل میں مختلف قسم کے ناول لکھے جانے لگے ـــــ ایک قسم سماجی ناولوں کی تھی۔ ان ناولوں کے لکھنے میں قدیم عربی تراث (الف لیلہ و لیلہ اور مقامات ہمدانی اور حریری) سے استفادہ کیا جانے لگا۔ یہ ناولیں مضامین اور اغراض

---

[۱] دیکھو ڈاکٹر احمد ہیکل کی کتاب "تطور الادب الحدیث" ص ۷۸۔۷۹۔۸۰ اور ۸۱

کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ کچھ خیال پر مبنی ہیں۔ ان سے غرض تسلیہ ہے۔ ان ناولوں میں عظیم عربی شاعر احمد شوقی کا ناول (ورقۃ الآس) خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جو اپنے عناصر کے اعتبار سے الف لیلہ ولیلہ کی کہانیوں اور طرز نگارش کے اعتبار سے مقامات حریری اور ہمدانی کے طرز نگارش سے متاثر ہیں[1]۔

دوسری شکل :

اس شکل میں ایسے ناول مقصود ہیں جو سوسائٹی کے حقائق پر مشتمل ہیں اور ان کے طرز نگارش سے متشابہ ہے۔ ان ناولوں میں مصری شاعر حافظ ابراہیم کا ناول "لیالی سطیح" ہے جو مضمون کے اعتبار سے عباسی عہد کے "مقامات" سے متشابہ ہے[2]۔ ان ناولوں میں سب سے زیادہ مشہور محمد المویلحی کی "حدیث عیسیٰ ابن ہشام" ہے جو قدیم عربی نگارش سے لکھی گئی ہے اور جو اس وقت کے سماجی مقصد پر مشتمل ہے[3]۔ اس ناول کی سماجی حیثیت پر روشنی ڈالنے کے لئے ہم ذیل میں اس کے چند مکالمات پیش کرتے ہیں :

وکیل : ان باتوں کو چھوڑو اور کہو کہ ان اوقاف میں ہمارا کیا حق ہے۔ اور ان کی مالیت کیا ہے۔ تاکہ ہم اپنی فیس کا اندازہ کر سکیں ؟

شیخ عیسیٰ بن ہشام : صحیح طور پر ہم کو معلوم تو نہیں لیکن ان کی مالیت ہزاروں کی ہے۔

وکیل : تو پھر ہماری فیس سیکڑوں کی ہوگی۔

---

[1] دیکھو ڈاکٹر محمد شوکت کی کتاب "الفن القصصی فی الادب المصری" ص ۵۴ اور اس کے بعد

[2] دیکھو ڈاکٹر عبدالمحسن "تطور الروایۃ العربیۃ" ص ۷۷ اور اس کے بعد۔

[3] دیکھو ڈاکٹر شوقی ضیف کی کتاب "الادب المعاصر فی مصر" ص ۲۲۳ اور اس کے بعد۔

شیخ علیسیٰ بن ہشام : فیس کے بارے میں آپ ہم سے سختی نہ کریں اور نرمی برتیں کیونکہ ہم فقر و فاقہ سے دوچار ہیں۔

ایک نوجوان : فقر و فاقہ کا عذر کورٹ اور کچہری میں نہیں چل سکتا۔ آپ کو معلوم نہیں کہ اس کام میں وکیل صاحب کے ساتھ منشی و محرر اور مختار بھی ہوں گے۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی بھی قضیہ ایسا نہیں جو وکیل صاحب کے ہاتھوں جیتا نہ گیا ہو۔ ہمارے وکیل صاحب تو جرح اور قدح میں یکتا ہیں۔

شیخ علیسیٰ بن ہشام : یہ جو ہمارے پاس ہے لے لو۔ اور باقی کے لئے ہم آپ کو چیک دیتے ہیں۔ جس کو آپ قضیہ میں جیت کے بعد ہی کیش کریں گے۔

وکیل : (روپے لیتے ہوئے) ہم ان تھوڑے روپوں کو تو ابھی لے ہی لیتے ہیں۔ اور باقی اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ اور پھر مسلمانوں کی خدمت ثواب دارین تو ہے ہی۔ آپ دو گواہوں کا انتظام کریں[1]۔

تیسری شکل :

اس شکل کی کہانیوں سے میرا مقصد وہ ناولیں اور کہانیاں ہیں جو شکل اول اور شکل ثانی سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ اس قسم کی کہانیوں کے لکھنے میں نہ تو قدیم عربی ادب سے استفادہ کیا گیا ہے اور نہ ہی مغربی کہانیوں سے، بلکہ یہ کہانیاں ایک ایسا نمونہ پیش کرتی ہیں جس میں افسانہ نگاری کے فنی قواعد کا لحاظ رکھا تو گیا ہے لیکن مکمل طور پر نہیں بلکہ اس میں مقالہ اور خطابت کے عناصر بھی موجود ہیں جس کی وجہ سے پند و نصیحت کا عنصر بھی اس نمونہ کی کہانیوں میں کافی حد تک پایا جاتا ہے۔ اس قسم کی کہانیوں کے لکھنے میں مصطفیٰ لطفی المنفلوطی

---

[1] دیکھو محمد المویلحی کا ناول "حدیث عیسیٰ بن ہشام" ص ۱۰۳ اور اس کے بعد۔

سبقت لے گئے ہیں۔ منفلوطی نے اپنی کہانیوں کے ذریعہ اپنے عصر کے نوجوانوں کو انسانیت اور اخلاقیات کے ذریعہ (جیسے وفا، شرف، بہادری، فضیلت، صداقت اور خیر وجمال) تیار کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ اس مقصد کی خاطر انھوں نے کہانیاں لکھنے میں خطابت کا طرز اپنایا ہے اور ان میں انھوں نے نغمہ کلام کردار کی تصویرکشی اور احساس و شعور کی برانگیختگی جیسی خصوصیات سے کام لیا ہے[ل]۔

منفلوطی کی کہانیاں دو قسم کی ہیں: ایک وہ جو فرانسیسی کہانیوں میں افکار اور آرار پر مشتمل ہے۔ دوسری وہ جو منفلوطی کی اپنی تخلیق ہے۔ پہلی قسم کی بیشتر کہانیاں فرانسیسی ہیں جو رومانس پر مشتمل ہیں۔ جن میں انھوں نے حذف واضافہ اور تغیر اور تبدیلی کے ذریعہ اس طرح تصرف کیا ہے کہ وہ عربی زبان میں ایک نئی شکل لئے ہوئی ہیں۔ اس قسم کی چند کہانیوں کا تذکرہ ہم ذیل میں باختصار پیش کرتے ہیں:

۱۔ "الفضیلۃ" اس کہانی کی بنیاد فرانسیسی ناول "پاول اور فرجینی" پر قائم ہے
۲۔ "ماجدولین" جو ایک دوسری فرانسیسی کہانی پر مبنی ہے۔
۳۔ "الشاعر" اس کا اساس ایک تیسری فرانسیسی کہانی سے ماخوذ ہے۔
۴۔ "فی سبیل التاج" اس کا اصل ایک فرانسیسی شعری ڈراما ہے۔

ان کے علاوہ کچھ مختصر کہانیاں بھی ہیں جو منفلوطی کی دو کتابیں "نظرات" اور "عبرات" میں شامل ہیں۔ ان مختصر کہانیوں میں کچھ مترجمہ ہیں اور ان کے نام ۱۔ الذکری (یادگار) ۲۔ الشہداء۔ ۳۔ الضحیۃ (قربانی) اور ۴۔ اتالا ہیں ان میں کچھ تخلیقی کہانیاں ہیں جو سماجی اور انسانی موقفوں پر مشتمل ہیں۔ ان کے

[ل] دیکھو ڈاکٹر شوقی ضیف کی کتاب "الادب العربی المعاصر فی مصر" ص ۲۹ اور اس کے بعد۔

چند نام حسب ذیل ہیں :

۱۔ لقطاء (بن ماں باپ کے بچے)

۲۔ ضحایا الخمر (شرابیان)

۳۔ المظلومون (مظلوم لوگ)

۴۔ کأس اُولی (پہلا جام) [۱]

کہانی "پہلا جام" میں منفلوطی کہتا ہے کہ اس نے پڑوسی کے گھر سے آدھی رات کو آہ وفغاں سنی تو وہ اس کی مدد کو اس کے گھر گیا اور اس کا حال معلوم کرنا چاہا تو۔۔۔ اس نے ایک درد بھری سانس لی جیسے گویا اس کی پسلیاں چور چور ہوگئیں اور کہا "مجھے پہلا جام کی شکایت ہے"۔ میں نے کہا کونسا جام؟ جواب دیا "وہی جام جس پر میں نے اپنا مال، اپنی عقل، اپنی صحت اور عزت گنوادی ہے اور اب اپنی زندگی برباد ہو رہی ہے" میں نے کہا: "میں نے تم کو نصیحت کی تھی اور اس عاقبت سے خبردار کیا تھا لیکن تم نے اس پر دھیان نہیں دیا تھا"۔ اس نے کہا: "جس وقت تم نے نصیحت کی تھی تو اس وقت میں بھی اس کی عاقبت کے بارے میں جانتا تھا۔ مگر اس کے باوجود صرف پہلا جام پیا تھا لیکن آہستہ آہستہ معاملہ قابو سے نکل گیا اور پھر پینیا رہا۔۔۔" وہ اس لئے پینتا گیا کہ اس کے بے ایمان اور غیر مخلص دوستوں اور ساتھیوں نے اس کو دھوکا دیا۔۔۔ اور وہ اس کے دھوکے میں آگیا۔۔۔ کیونکہ وہ انتہا درجہ کا بے وقوف ہے اور اپنے مقصد میں پلے درجہ کا کمزور ہے۔

اس نمونہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ لطفی المنفلوطی کی کہانیاں اسی قسم کے پند و نصائح اور مواعظ سے بھری پڑی ہیں۔

---

[۱] دیکھو منفلوطی کی کتابیں "النظرات" اور "العبرات"۔

چند تاریخی ناولوں کے بارے میں اب ہم چند تاریخی ناولوں کا ذکر کریں گے۔ تاریخی ناولوں کا رجحان جدید عربی ادب میں عظیم ادیب جورجی زیدان سے شروع ہوتا ہے۔ جورجی زیدان ایک شامی مسیحی تھا جس نے شام میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ صحافت کے ساتھ اس کا میلان عربی تاریخ اور اسلامی تمدن کی طرف بھی تھا۔ انھوں نے اس وقت کے عام رجحان کے مطابق عرب اور مسلمانوں کے قدیم تاریخ اور تمدن کو عام قاری تک پہونچانے کے لئے ناول کو ذریعہ بنایا تھا کیونکہ ناول کی طرف لوگ زیادہ مائل تھے[1]۔ جورجی زیدان نے اسلامی تاریخ پر ناولوں کا ایک سلسلہ نکالنا شروع کیا تھا۔ اس سلسلہ کے کچھ ناولیں قابل ذکر ہیں :

۱۔ "فتاۃ غسان" جو اسلامی فتوحات کے تاریخی حوادث اور وقائع پر مشتمل ہے۔

۲۔ "ارمانوسہ المصریۃ" جو فتح مصر کے تاریخی واقعوں پر مشتمل ہے۔

۳۔ "عذراء قریش" ۴۔ "غادۃ کربلا"

۵۔ "حجاج بن یوسف" جو اموی عہد کی سیاسی کشمکش پر مشتمل ہے۔

۶۔ "ابومسلم الخراسانی" ۷۔ "العباسۃ"

۸۔ "امین ومامون" جو عباسی عہد کے سیاسی حوادث کا عرض حال ہے۔

۹۔ "فتاۃ القیروان" ۱۰۔ "فتح اندلس"

۱۱۔ "عبدالرحمٰن الناصر" جو اندلس میں اسلامی فتوحات پر مشتمل ہے۔

قدیم تاریخ اسلامی پر ناولوں کے ساتھ جورجی زیدان نے جدید تاریخی حوادث پر بھی ناولیں لکھی ہیں۔ "الانقلاب العثمانی" ترکی سلطان عبدالحمید کے زوال پر ہے تو "استبداد الممالک" "الملک الشارد" اور "اسرار المہدی" "مصر میں عصر ممالک" "عصر محمد علی کے حوادث" اور

---

[1] دیکھو ڈاکٹر عبدالمحسن بدر کی کتاب "تطور الروایۃ العربیۃ" ص ۹۲ اور ۹۳۔

"سوڈان کے مہدی" کے انقلابی کارناموں پر مشتمل ہیں۔[1]

اس میں شک نہیں کہ جورجی زیدان اپنے ان ناولوں میں فرانس اور انگلینڈ کے ناول نگار سکندر دوماس (فادر) اور والٹر سکوت سے بے حد متاثر ہیں۔ ان دونوں فرنسیسی اور انگریز ناول نگاروں اور جورجی زیدان میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر دونوں ناول نگاروں نے تاریخ کے ذریعہ قومی احساس اور شعور کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے، جبکہ جورجی زیدان کا مطمح نظر قومی احساس اجاگر کرنا نہیں تھا بلکہ عمدہ طرز بیان کے ذریعہ تاریخی معلومات عام قرار کے لئے فراہم کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جورجی اپنے ناولوں میں اسلامی تاریخ کے ان عہدوں کو نظر انداز کر دیا ہے جو عرب اور مسلمانوں کے مجد و فخر کے گہوارہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور وہ ان حوادث کی طرف زیادہ متوجہ رہا جن میں سیاسی کشمکش زیادہ نمایاں تھی[2]۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسلامی تاریخ میں تحریف اور تشویش کے الزام سے ملوث ہیں۔ جورجی زیدان کا ہر ناول دو بنیادی عنصر پر مشتمل ہے۔ پہلا عنصر خیالی ہے جو رومانس پر مبنی ہے اور دوسرا عنصر تاریخی ہے جو تاریخی حوادث اور شخصیات پر قائم ہے۔ چنانچہ "ارنوسة المصرية" نامی ناول میں تاریخی عنصر میں فتح مصر کے حوادث ہیں تو خیالی عنصر میں عیسائی مقوقس کی دختر ارمانوسہ کی محبت رومی جنرل کے پسر ارکادیوس کے ساتھ کی داستان ہے۔ ان دونوں کی محبت میں شاہ روم حائل ہے کیونکہ وہ خود ارمانوسہ سے شادی رچانا چاہتا ہے۔ لیکن ان دونوں کی محبت کی راہ میں یہ رکاوٹ عمرو بن العاص

---

[1] دیکھو The Cambredge History of English Literature (کیمبرج ہسٹری آف انگلش لٹریچر)

[2] دیکھو "تطور الرواية العربية" ص ۹۰ سے ۹۴ تک

فاتح مصر کے حملہ سے ختم ہوجاتی ہے۔ اور ارکادیوس کی شادی ارمانوسہ سے بڑی دھوم دھام سے ہوجاتی ہے۔

جورجی زیدان کی ناولیں خیر وشر کے عناصر سے خالی نہیں ہیں۔ خیر وشر کے کردار کے درمیان کشمکش ہمیشہ زوردار رہتی ہے۔ ان میں مغامرات، مفاجارات اور اچانک پن کامل طور پر پائی جاتی ہیں اور اسی لئے ان کی ناولیں فنی حیثیت سے کمزور نظر آتی ہیں[1]

ذیل میں ہم جورجی زیدان کی تاریخی ناول "حجاج بن یوسف" سے ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جو اس کے ناول نگاری میں طرز بیان پر روشنی ڈالے گا اور بتائے گا کہ وہ عام قرار کے لئے کس خوبی سے معلومات فراہم کرتا ہے۔ یہ نمونہ حسن (عبدالملک بن مروان) کی حکومت کا ایک اہم کردار ہے اور لیلیٰ (جو اس عہد کی ایک مشہور شاعرہ ہے) کے درمیان ایک مکالمہ پر مشتمل ہے۔

لیلیٰ ایک گھر میں داخل ہوتی ہے اس کے ساتھ حسن بھی ہوتا ہے۔ وہ اپنے جوتوں کو دروازہ کے پاس رکھ کر گھر میں داخل ہوتا ہے۔ گھر کا ہال لمبا اور چوڑا ہے۔ اس کا فرش قیمتی سنگ مرمر کا ہے۔ اس پر نقش ونگار سے مزین قالین اور تکئے ہیں۔ ہال کے ایک طرف ایک پردہ لٹکا ہوا ہے جس پر رنگین درختوں اور پرندوں کی تصویریں ہیں۔ اور جس کے پیچھے سکینہ بیٹھی ہے۔ اس کے ساتھ کئی دوسری عورتیں بھی ہیں جو اپنے مہمانوں کو دیکھتی تو ہیں لیکن مہمان ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ ہال میں کافی لوگ ہیں۔ ان کے آگے ۵ ایسے اشخاص ہیں جو بدوی لباس سے ملبوس ہیں۔ اور اب مکالمہ شروع ہوتا ہے:

---

[1] دیکھو "الفن القصصی" ص ۱۴۵۔

حسن : کون ہیں یہ لوگ جو سامنے بیٹھے ہیں ؟

لیلیٰ : یہ شعراء ہیں ۔ کیا تم ان میں سے کسی کو نہیں پہچانتے ؟

حسن : لگتا ہے ایک کو پہچانتا ہوں جو قیمتی تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہے ۔ اس کی جسامت اور قباحت سے لگتا ہے کہ وہ فرزدق ہے ۔

لیلیٰ : ہاں وہی ہے وہ ۔ کیا ایک ہی مجلس میں فرزدق اور جریر کا ہونا تعجب کی بات نہیں ہے جبکہ دونوں شعر میں ایک دوسرے کو گالی گلوج کا ہدف بناتے رہتے ہیں ؟

حسن : ان میں کون جریر ہے ؟

لیلیٰ : وہی جس کے بال چھوٹے اور تیل سے ملوث ہیں اور جب وہ بولتا ہے تو لگتا ہے کہ آواز دہن کی بجائے ناک سے نکلتی ہے ۔

حسن : وہ شخص جو قصیر القد ، کبیر الجسم ، قبیح الوجہ اور سرخ رنگ ہے ، کون ہے ؟

لیلیٰ : وہی تو کثیرؔ ہے جو عزہ کا مشہور عاشق ہے ۔

حسن : اللہ عزہ کو کثیرؔ کے قبیح منظر سے محفوظ رکھے ! کون ہے وہ لمبا اور خوبرو شخص جس کی پیشانی کشادہ ہے اور سبھوں میں نمایاں لگتا ہے ؟

لیلیٰ : وہ جمیل ہے جو ثبینہ کا عاشق ہے ۔ کیا تمہیں وہ غمگین اور اداس نہیں لگتا ہے ؟ وہ ثبینہ کا گرویدہ ہے اور ثبینہ کے گھر والے اس کو اس سے ملنے نہیں دیتے ۔ [1]

---

[1] دیکھو ناول "حجاج بن یوسف" ص ۹۴ اور اس کے بعد ۔

جدید عربی میں افسانہ نگاری کا دوسرا مرحلہ جورجی زیدان کے بعد ہی سے جدید عربی میں افسانہ نگاری کا دوسرا مرحلہ شروع ہوجاتا ہے۔ یعنی عربی کہانی اپنے تراث قدیم سے منہ پھیر لیتی ہے اور مغربی افسانہ نگاری کے رنگ جاتی ہے۔ اس تبدیلی کا ایک اہم سبب سابق مرحلہ میں افسانہ نگاروں کے عباسی عہد کے حریری اور ہمدانی کے طرز نگارش میں مبالغہ آمیز تقلید ہے۔ اس مرحلہ کی ابتدا ڈاکٹر محمد حسین ہیکل کی کہانی (زینب) سے ہوئی ہے جس کو انھوں نے پیرس میں ۱۹۱۰اور ۱۹۱۱ کے درمیان لکھا تھا۔ اور ۱۹۱۲ میں شائع کیا تھا۔

"زینب" مصر میں پہلی ناول ہے جو کافی حد تک ناول نگاری کے صحیح فنی قواعد پر قائم ہے۔ کیونکہ یہ ناول مصر کے دیہی علاقوں کی سادگی اور ان کے عادات و تقالید کی ایک سچی تصویر ہے۔ "زینب" ایک تعلیم یافتہ مڈل کلاس فیملی کے نوجوان حامد کی کہانی ہے۔ جو اپنی چچازاد بہن عزیزہ سے محبت کرتا ہے لیکن گاؤں کے عادات اور تقالید اس محبت کے آڑے آتے ہیں اور عزیزہ کی شادی اس کے ماں باپ دوسرے شخص سے کر دیتے ہیں۔ اور حامد ہمیشہ کے لیئے عزیزہ کی محبت سے محروم ہوجاتا ہے۔ حامد گاؤں کے ایک مزدور کی لڑکی زینب سے محبت کرتا ہے اور اپنے غم اور محرومی کے صدمے سے قدرے چھٹکارا پاتا ہے۔ لیکن چونکہ ناخواندہ اور مزدور زینب مڈل کلاس فیملی کے پڑھے لکھے حامد کو صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتی ہے تو وہ ابراہیم نامی مزدوروں کے کنڈیکٹر کو حامد پر ترجیح دیتی ہے اور اس طرح حامد کو دوسری بار محبت میں محرومی ہوتی ہے۔ لیکن زینب گاؤں کے عادات کے مطابق ابراہیم سے اپنی محبت کا ذکر کسی سے نہیں کر سکتی ہے۔ اس لیئے اس کی شادی ایک تیسرے آدمی سے ہوجاتی ہے۔ زینب بیوی کی حیثیت سے ازدواجی زندگی اخلاص اور صبر سے گذارتی ہے اور اخیر میں سل و دق کی بیماری سے مرجاتی ہے۔ حامد گاؤں چھوڑ دیتا ہے اور ابراہیم فوج میں بھرتی ہوکر سوڈان چلا جاتا ہے۔

کہانی "زینب" مصر کے دیہی علاقوں کے سخت عادات اور تقالید کی تصویر کشی کامیابی کے ساتھ کرتی ہے۔ مصر کے دیہی علاقوں کے یہ تقالید نہ تو جواز محبت کے قائل ہیں اور نہ ہی لڑکا اور لڑکی کو اپنا جیون ساتھی منتخب کرنے کا حق دیتے ہیں۔

ذیل میں ہم اس کہانی سے ایک نمونہ پیش کرتے ہیں جو پوری کہانی کے مزاج کو سمجھنے میں معاون ہوگا۔

"صبح کی یہ گھڑی! جب مخلوقات اپنے اپنے ڈھنگ کے کاموں میں جٹ جاتے ہیں۔ جب کسانوں کے ارد گرد رات کی خموشی ختم ہوجاتی ہے۔ جب مؤذن اذان دیتا ہے، مرغ کی آواز سنائی دیتی ہے، اور جانوروں کی نقل و حرکت ہونے لگتی ہے۔ صبح کی یہ گھڑی! جب اندھیری چھٹ جاتی ہے۔ اور خود صبح دور سے آہستہ آہستہ قریب آنے لگتی ہے۔ ایک ایسی گھڑی ہے کہ جب زینب اپنے بستر پر لیٹی ہوئی ہے اور اپنی سرد بھری آہوں کو خاموش اور ساکن فضا کی طرف چھوڑنے لگتی ہے۔ جب اس کی ایک طرف اس کی بہن اور دوسری طرف اس کا بھائی نیند ہی میں ہوتے ہیں، تب زینب دونوں کے بیچ چپ چاپ اٹھ بیٹھتی ہے۔ نیند کی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھتی ہے۔ صبح کی ٹھنڈی ہوا اس کو اپنی جگہ چھوڑنے نہیں دیتی اور تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتی ہے۔ گھر کے صحن کی طرف نظر کرتی ہے مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ جب اپنا سر گھماتی ہے تو کمرہ کا دروازہ بند ملتا ہے اور اذان کے سوا کچھ سنائی نہیں دیتا۔ زینب اپنی جگہ چپ چاپ بیٹھی رہتی ہے۔ ہاتھوں کو ہوا میں ہلاتی ہے اور سانس لیتی ہے۔ پھر کچھ گم سم ہوجاتی ہے۔ پھر اس کی ماں کمرہ کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ اب زینب اپنی بہن کو جگانے کے لئے ہلاتی ہے۔ لیکن وہ چھوٹی سی لڑکی گہری نیند میں ہوتی ہے اور کروٹ بدلنے لگتی ہے کہ کس نے اس کی نیند کو پریشان کر دیا ہے۔ اور پھر ماں اس کو بلاتی ہے۔

ماں : زینب۔ زینب۔

زینب: ہاں۔ ماں

زینب ہاں ماں سے آگے ایک لفظ بھی نہیں کہتی ہے۔ اپنی بہن اور اپنے بھائی کو جگا کر مشرق کی طرف نظر کرتی ہے تو افق صاف ہوتا نظر آتا ہے۔ سورج اب تک طلوع نہیں ہوتا ہے۔ لیکن آسمان نے رات کا لبادہ اتار پھینکا ہے۔ اب زینب اٹھ کھڑی ہوتی ہے۔ آگ جلاتی ہے اور آگ پر ہر ایک کے لئے ایک ایک روٹی رکھ دیتی ہے۔

اس کا باپ نماز پڑھ کر تسبیح جپتا ہوا مسجد سے آتا ہے۔ اپنے بیٹے محمد کو آواز دیتا ہے تاکہ جانے کہ وہ جگا ہے کہ نہیں اور کام پر جانے کے لئے تیار ہو رہا ہے کہ نہیں۔

فیملی کے سارے افراد کھانے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اپنی روٹی نمک کے سالن سے کھانے لگتے ہیں۔ باپ اور بیٹا کام پر چلے جاتے ہیں۔ لیکن زینب، تو وہ اپنی بہن کے ساتھ ابراہیم کا انتظار کرتی ہے کہ ابراہیم آئے اور سید محمود کے روئی کے کھیت پر چل پڑیں۔......

جب ابراہیم آتا ہے تو دونوں بہنیں اس کو اور دوسروں کو سلام کہتی ہیں۔ پھر سب گلی سے نکل کر سورج نکلتے ہی کھیت نمبر ۲۰ پر پہونچ جاتے ہیں۔ اور اپنے اپنے کام میں لگ جاتے ہیں......"

(باقی آئندہ)